JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Asif
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 333 6062921

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
muhammadasif12@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 40, Issue No.02

TITLE OF THE PAPER

ناول ”دو یہ بانی“ میں محکوم طبقات کے مسائل

AUTHOR(S)

* **Sakeena Bibi**
Ph.D Scholar, Department of Urdu,
Hazara University, Mansehra
** Dr. Muhammad Altaf Yousafzai
Associate Professor, Department of Urdu,
Hazara University, Mansehra

CONTACT

* sakeenakhwaja123@gmail.com
** altafokasha@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: December 02, 2024
Accepted on: December 29, 2024
Published on: December 31, 2024

DETAIL(S)

Volume No. 40, Issue No. 02, Page No: 124-134
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2024. ©Journal of Research (Urdu) 2024.
This publication is an open access article.

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

* سکینہ بی بی ** ڈاکٹر محمد الطاف یوسف زئی

ناول ”دویہ بانی“میں محکوم طبقات کے مسائل

Problems of subjugated classes in Novel “Duiya Bani”

ABSTRACT

The problems of the subjugated classes are found in all genres of modern literature. The name of Gazanfar is important in Urdu literature because he has fully reflected the problems of the subjugated classes in his writings. If we talk about Ghazanfar’s novel Duiya Bani, it is of great importance. The problems of the subjugated classes are reflected in this novel. The novelist has very skillful highlighted the problems of the subjugated class in his special style. Ghazanfar has described the problems of the subjugated classes very sell in his novel Doya Bani.

KEYWORDS

Ghazanfar, Novels, Subjugated classes, Problems, Exploitation

مختلف ادوار میں تخلیق ادب کے لیے مختلف نظریات کو قبولیت حاصل رہی ہے تخلیق ادب میں ادب برائے ادب اور ادب برائے زندگی کے نظریات بھی شامل ہیں اور ادب میں ترقی پسند تحریک کو اس اعتبار سے اولیت حاصل ہے کہ اس تحریک سے وابستہ ادیبوں نے ادب کو انسانی زندگی کے لیے نہیں بنایا اور ادب میں معاشرتی مسائل کی پیش کش کی اگر چہ اس سے بیشتر بھی ادب میں مختلف سطحوں پر محکوم طبقات یا معاشرے کے مسائل کا تذکرہ ملتا ہے لیکن ترقی پسند تحریک نے باقاعدہ اور منظم صورت میں اس فکر کا پرچار کیا۔ڈاکٹر ابواللیث صدیقی لکھتے ہیں:

> ”ترقی پسند تحریک نے پہلی بد صاف لفظوں میں ادب کو آسمانی صحیفہ قرار دینے کے بجائے اس سے سماجی مسائل کے ادراک اور ان کے حل کا ذریعہ بنایا۔“(1)

جدید ادب میں تمام اصناف ادب خواہ وہ نثری ہوں یا شعری، ان میں محکوم طبقات یا نچلے طبقے کے مسائل کا بیان ملتا ہے

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

اور ناول "دویہ بانی "اس اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں محکوم طبقات کے مسائل کی عکاسی ملتی ہے ہر ناول نگار اپنے انداز میں معاشرے کا مشاہدہ کرتا ہے اور یوں معاشرتی سطح پر پائے جانے والے مسائل کو اجاگر کرتا ہے "دویہ بانی "غضنفر کا ناول ہے اس ناول کو نئے ادبی منظر نامے میں خاص حیثیت حاصل ہے موضوعاتی اعتبار سے اس ناول میں جہاں دیگر موضوعات بیان میں آئے ہیں وہاں محکوم طبقات کے مسائل کا تذکرہ بھی ملتا ہے ناول نگار نے معاشرے کا مشاہدہ کرتے ہوئے زندگی میں درپیش مسائل کو محسوس اور بیان کیا ہے غضنفر نے اس میں محکوم طبقات کے جن مسائل کی عکاسی کی ہے وہ مسائل انسان کی حقیقی زندگی کی عکاس ہے گویا انہوں نے اپنے ناول میں محض تخیلاتی سطح پر مسائل کو اجاگر نہیں کیا بلکہ حقیقی صورت میں معاشرتی مسائل کو بیان کیا ہے ناول کا آغاز ہی نچلے اور محکوم طبقے کے مسلے سے ہوتا ہے ہندو مذہب میں ذات پات کے نظام کو بہت اہمیت حاصل ہے برہمن اعلیٰ ترین اور شودر سب سے گھٹیا طبقہ تصور کیا جاتا ہے ناول میں " جھگڑو" کے کردار کی پیش کش ملتی ہے ۔جو زمین پر لیٹا ہوا ہے اور تشدد سے اس کی حالت غیر ہے باپ اور بیٹے کی گفتگو سے ”جھگڑو“ کے کردار کے پس منظر میں چھوت چھات اور ذات پات کے نظریے کی درج ذیل انداز میں عکاسی کی ہے :

”بابا! اسے پیڑپ کیوں کیا گیا“؟ اس نے پریشان ہو کر سوال کیا۔

”بیٹے! اسے ڈنڈ دیا گیا ہے۔“ بابا نے بڑے ہی شانت اور سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

”ڈنڈ!“

”ہاں، ڈنڈ۔“

”پر کیوں بابا؟“

”اس نے اپرادھ کیا ہے۔ ودھان کو توڑا ہے۔ مریادا کو بھنگ کیا ہے۔“

”کون سا ودھان، کیسی مریادا بابا؟“

”وہ ودھان جسے ودھاتا نے بنایا ہے۔“

”بابا، کھل کر بتایئے نا اس نے کیا کیا ہے؟“

”اس نے گھور پاپ کیا ہے۔ اس نے وہ سنا ہے جو اسے نہیں سننا چاہیے۔“

”بابا اس نے ایسا کیا سن لیا ہے جو اسے نہیں سننا چاہیے۔“

”اس نے دویہ بانی سنی ہے۔“(2)

غضنفر نے ناول کے مندرجہ بالا اقتباس میں محکوم طبقے کے اہم مسئلے کو بیان کیا ہے خاص طور برصغیر کے خطے کے پس منظر میں یہ مسئلہ خاص اہمیت کا حامل ہے یہاں چھوت چھات کے نظام میں محکوم اور نچلے طبقے کو قابل نفرت قرار دیا جاتا رہا ہے اور اس کی اب بھی بہت سی صورتیں معاشرے میں مراوج نظر آتی ہیں غضنفر نے اسی پہلو کے بیان میں بھی ایک چھوت ذات کے فرد کے "دویہ بانی" کے کلمات سننے کی بابت اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالنے کی بات کی ہے اور اس سلسلے میں طبقاتی کشمکش کے مسئلے کو اجاگر کیا ہے وہ برہمن اور اچھوت کے مابین پائے جانے والے فرق اور طبقاتی کشمکش کو اس صورت میں بیان کرتے ہیں:

"بابا! دویہ بانی تو سننے کے لیے ہے۔ پھر اس کا سننا اپرادھ کیوں ہے؟۔۔۔اور یدی اپرادھ ہے تو اسے تو ہم اور آپ بھی سنتے ہیں۔ ہمارے کان میں تو کبھی سیسا نہیں ڈالا گیا؟"

"مورکھ! بھلا ہمرے کان میں سیسا کیوں ڈالا جائے گا، دویہ بانی تو ہے ہی ہمارے کان کے لیے۔ اپرادھ تو اس کے لیے ہے۔"

"اس کے لیے اپرادھ کیوں ہے بابا؟"

"اس لیے کہ یہ ہم میں سے نہیں ہے؟"

"یہ ہم میں سے کیوں نہیں ہے؟"

"اس لیے کہ یہ ہم سے الگ ہے؟"

"بابا! یہ ہم س الگ کیسے ہے؟"

"اس پر کار کہ۔۔۔۔" بابا چپ ہو گئے، کچھ دیر سوچنے کے بعد بولے "بیٹے! تم ابھی بہت چھوٹے ہو۔ یہ باتیں تمھاری سمجھ میں نہیں آئیں گی۔"(3)

ناول میں غضنفر نے محکوم طبقے کے استحصال کے ساتھ ساتھ ان کی طرز زیست اور رہن سہن کے انداز و اطوار بھی بتائے ہیں معاشرے میں اونچے اور پست طبقات کی تفریق میں رہن سہن کے انداز شامل ہیں اس ناول کے اعلیٰ طبقات میں برہمن کے طرز زیست کو خصوصیت کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہے جبکہ کمزور طبقے میں شودر شامل ہیں۔ غضنفر نے محکوم طبقے کی رہائش اور زندگی کے طور اطوار کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے انداز زیست کی عکاسی میں مکمل منظر کشی کی ہے:

"بالو کے ساتھ وہ آگے بڑھتا جا رہا تھا مگر راستے کی بھول بھلیاں ختم ہونے میں ہیں آ رہی تھیں۔ گھنی آبادی والی یہ ٹولی سانپ کی آنت کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

مکانوں کے دروازوں کے آگے بندھے، بیٹھے، کھڑے بیل، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، کتا، سور کے ساتھ کھڑے، بیٹھے، لوٹتے، ہلکتے، موتتے، ننگ دھڑنگ، میلے کچیلے، کالے کلوٹے، ٹیڑھے میڑھے، بے ڈول مریل بچے بھی اس کی آنکھوں میں سمانے لگے۔

راہ میں پڑے گوہ، گوبر، چھیرا، مینگنی، لید، مل، موت، اس کی آنکھ اور ناک پر وار کرنے لگے۔

کیچڑ اور بدبودار پانی سے لبالب بھری نالیوں میں کلبلاتے ہوئے کیڑے اور کناروں پر رینگتے ہوئے دم دار پلو اس کی آنکھوں کے راستے سے دماغ میں گھسنے لگے۔"(4)

ادب اور معاشرے کے مابین گہرا تعلق پایا جاتا ہے ادیب معاشرے سے شعوری اور غیر شعوری دونوں سطحوں پر اثرات قبول کرتا ہے ہر عہد میں لکھے جانے والے ادب میں اس عہد کی معاشرت کی سماج کی مختلف سطحوں کی عکاسی ملتی ہے اور ادب میں ترقی پسند ناقدین نے ادب کے معیارات کو تعین کرتے ہوئے ایسے ادب کی تحقیق کی ہے جو معاشرے سے بالواسطہ طور پر مربوط ہوتا ہے اور اس میں معاشرے کی مختلف سطحوں کی عکاسی ملتی ہے ترقی پسند ناقدین نے ایسے ادب کو بہترین ادب کے زمرے میں شامل کیا ہے جبکہ ایسا ادب جو معاشرے یا سماج کی حقیقی صورت میں عکاسی نہ کرے یا افراد معاشرے کی درست طور پر ترجمانی نہ کرے ترقی پسند ادیبوں کے نزدیک اعلیٰ ادب میں شمار نہیں ہوتا۔ سجاد ظہیر نے ادب کے تعین میں ایسے ہی حقیقی ادب کے تخلیق کی تاکید کی ہے:

"اگر ہماری تخلیقوں میں لطافت اور سچائی ہوگی عہد حاضر کی روح زندہ ہوگی تو لوگ ان کی مدد سے زندگی کے مسائل کو بہتر طریقے سے سمجھ کر آگے بڑھنے کی راہ دیکھ سکیں گے۔"(5)

اعلیٰ ادب میں مقصدیت کے ساتھ ساتھ ادبی مہدات کے لحاظ کا پاس بھی شامل ہوتا ہے اور ناول میں بہتر ناول نگاروں کے ناول اس کی مثال کے طور پر پیش کیے جا سکتے ہیں۔ غضنفر کا ناول "دویہ بانی" بھی ایسے ہی ناولوں میں شامل ہے اس ناول میں غضنفر نے ناول کے فنی مہدات اور محسن کا پاس رکھتے ہوئے فکری اعتبار سے محکوم اور پست طبقے کے مسائل کی پیش کش کی ہے اس ناول میں محکوم طبقے کی زندگی کے متعدد پہلوؤں کی پیش کش ملتی ہے۔ یہ تمام واقعات کہانی کی نسبت میں پیوست اور جڑے ہوئے نظر آتے ہیں کہانی کے تسلسل کے ساتھ واقعات کے بیان کا سلسلہ جاری رہتا ہے اس ناول میں محکوم طبقے کے کھانے پینے کے طور طریقوں کا مکمل احوال بیان کیا گیا ہے جس سے ان کے مسائل کی جھلک دکھائی دیتی ہے:

"پاٹھ شالہ کے لیے گھر سے نکلتے وقت اچانک بالک کی نگاہ بالو کے برتن سے جا ٹکرائی اور اس

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

کے پاؤں ٹھٹھک گئے۔ بالو کے کھانے کا برتن دیکھ کر اس کی آنکھوں میں اپنے کتے کا باسن ابھر آیا۔ وہ بالو کے قریب پہنچ گیا۔ نظریں بالو کے برتن میں اتر گئیں۔

پچکے ہوئے برتن میں پیلے رنگ کے موٹے چاول کا بھات اور کھساری کی دال دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

"بالو! یہ بھوجن کہیں اور سے لائے ہو؟ بالک نے بالو کو مخاطب کیا۔

بالو نے منہ کا نوالہ جلدی سے نگل کر جواب دیا۔

"نہیں تو ماتا جی نے دیا ہے۔"

"پرنتو ہمارے گھر میں تو یہ بھوجن بنا نہیں۔"

"نہیں سوامی! یہ اپنے ہی گھر کا بھوجن ہے۔"

"کشو میں نے تو کچھ اور کھایا ہے۔"(6)

مندرجہ بالا اقتباس میں محکوم طبقے کی حالت زار کے ایک پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے اور وضاحت کی گئی ہے کہ اس طبقے کے ساتھ کس انداز میں زندگی کے تمام معاملات میں ندوا سلوک روا رکھا جاتا ہے ناول نگار نے ناول میں اونچی ذات اور محکوم طبقات کے مابین فرق کو اجاگر کرتے ہوئے تقابل میں پیش کیا ہے۔ اس میں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور نچلی ذات کے ہندوؤں کی طرز زیست کو موضوع سخن بناتے ہوئے تقابل میں پیش کیا گیا ہے کم ذات اور نچلے طبقے کے لوگ غیر معیاری کھانا کھاتے ہیں اور ان کے کھانے کے برتن بھی اعلیٰ سطح کے ہندوؤں کے کتوں کے برتنوں سے مماثل ہوتے ہیں ناول میں ان دونوں طبقات کے مابین فرق کو خوبصورتی سے اجاگر کیا گیا ہے ناول میں بالک اور اس کی ماں کے کھانے یعنی بھوجن کے فرق کو بیان کیا گیا ہے معیاری اور غیر معیاری کھانے کے ساتھ ساتھ ان کی بناوٹ میں بھی فرق نمایاں ہے ناول میں اس کی وضاحت درج ذیل صورت میں کی گئی ہے:

"پرنتو یہ ایسا کیوں ہے؟ ہمارے جیسا بھوجن اس سے کیوں نہیں دیا گیا؟"

"اس لیے کہ اسے ایسا ہی چاہیے۔ ہمارے بھوجن سے اس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔"

"کیا؟" بالک ماں کا جواب سن کر حیران ہو اٹھا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ سچ مچ اس کا پیٹ ہمارے بھوجن سے نہیں بھرے گا۔"

"پرنتو کیوں ماں؟"

”اسی سے پوچھو۔“

”کیا یہ جانتا ہے ؟“ بالک کی حیرانی میں اور اضافہ ہو گیا۔

”ماتا جی ٹھیک کہتی ہیں سوامی! آپ کے مہین بھوجن سے ہمارا پیٹ نہیں بھرے گا۔ایک بار باپو کہیں سے مہین چاول کا بھات لے آیا تھا۔ کھایا تو پیٹ میں جاتے ہی چھو منتر ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد پھر سے بھوک لگ گئی۔“

”مہین بھوجن سے اس کا پیٹ کیوں نہیں بھر سکتا ماں ؟“

”بتایا تو ہے اس نے کہ مہین بھوجن ترنت پچ جاتا ہے۔“

”اور موٹا بھوجن“؟

”وہ دیر سے پچتا ہے“۔

”پر نتو دیر سے پچنے والا بھوجن اسے کیوں چاہیے ؟“

”اس لیے کہ یہ کٹھن پر شرم کرتا ہے۔“(7)

ناول ”دویہ بانی“ ہندو مذہب کے عقائد، رسوم اور تہذیب و ثقافت کے پس منظر میں لکھا گیا ناول ہے۔اس ناول میں ناول نگار نے ٹھیٹھ ہندی زبان کے الفاظ بیان کیے ہیں ان الفاظ سے ناول کے اسلوب واضح پاتا ہے۔ناول کا مرکزی کردار ایک ”بالک“ ہے جو برہمن خاندان سے تعلق رکھتا ہے اس کا بات بہت بڑا پجاری ہے اور بیٹا بھی سوامی کہلاتا ہے لیکن وہ اپنے معاشرے میں طبقاتی سطح پر پائی جانے والی تفریق پر سخت کشمکش کا شکلا ہو جاتا ہے اور اس کے ذہن میں الجھن پیدا ہونے لگتی ہے۔ خاص طور پر وہ جب بلا دست یا اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے کردار اور ان کی زندگی کے حالات وواقعات اور نچلے طبقے کے حالات وواقعات کو دیکھتا ہے تو ان دونوں کے مابین اس سے کھلا اور واضح تضاد نظر آتا ہے جس کے سبب اس کی پریشانی اور الجھن بڑھ جاتی ہے اس لیے وہ ”دویہ بانی“ سے رجوع کرتا ہے لیکن جو تعلیمات مذہب دیتا ہے معاشرے میں اس سے اس کے برعکس صورت حال نظر آتی ہے ناول نگار نے اس کردار کے مشاہدے کی بنیاد پر معاشرے میں ان دو طبقات کے مابین پائے جانے والے تضادات کو تقابل کی صورت میں اجاگر کیا ہے مثال کے طور پر اعلیٰ طبقے کے حالات کا بیان بالک کے مشاہدے کے مطابق درج ذیل الفاظ میں ہوا ہے:

”باھمن ٹولے کا ایک ایک مکان، ایک ایک گلی، ایک ایک سڑک ابھرنے لگی۔

کشادہ مکانات

اونچی دیواریں

بلند دروازے

چوڑی کھڑکیاں

بڑے بڑے روشن دان

ہر ایک مکان کے آگے خالی زمین

زمین میں کیاریاں

کیاریوں میں پودے

پودوں کی شاخوں پر کھلے ہوئے پھول

پھیلی ہوئی گلیاں

چوڑی سڑکیں

سڑک کے کنارے نالیاں

ٹولے کے بیچ و بیچ بڑا سا میدان

پورب کی سمت دور تک خالی زمین

زمین سے آگے پھلواری

پھلواری کے بعد ندی

ندی میں بہتا ہوا پانی۔"(8)

ناول نگار نے ناول کے مرکزی کردار بالک کے مشاہدے کو بیان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اقتباس میں اعلیٰ طبقہ سے تعلق رکھنے والوں کی زندگی اور ان کی زندگی کے معاملات کو بیان کیا ہے اقتباس میں خاص طور پر ان کی رہائش اور رہنے کی جگہ، مکانات اور ان کی تزین و آرائش کے ساتھ دیگر سہولیات کا بیان شامل کیا گیا ہے ناول میں اعلیٰ طبقے کی زندگی کے ان معاملات کو اس قدر جامعیت کے ساتھ بیان کرنے کا مقصد، محکوم طبقے کی حالت زار کو اجاگر کرنا ہے کیوں کہ مندرجہ بالا اقتباس میں پیش کردہ صورت حال کے ساتھ ناول نگار نے محکوم طبقے کے حالت زار کے تقابل پیش کیا ہے اس میں نچلے طبقے کے مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے درج ذیل پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے:

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

''باھمن ٹولا کے بعد چمٹولی آکر کھڑی ہو گئی۔

ایک دوسرے سے سٹے ہوئے

کچے مکان، جھونپڑے، جھگیاں

کم اونچائی والے پھوس کے چھپر

چھوٹے دروازے

کھڑکی اور روشن دان سے خالی دیواریں

تنگ گلیاں

پتلی سڑکیں

سڑکوں پر گوبر اور کیچڑ

گلیوں میں سڑاند

ٹولی کے پیچھے پچھم جانب نالا

نالے میں باھمن ٹولے کی نالیوں سے نکلا ہوا پانی

پانی کا رنگ گدلا

مٹ میلا

قواعد کا اصول جو کچھ دیر پہلے غلط معلوم ہوا تھا، صحیح لگنے لگا۔ ٹولہ سچ مچ بڑا دکھائی دینے لگا۔''(9)

ہر شاعر یا ادیب اپنے معاشرہ سے اثرات قبول کرتا ہے وہ معاشرہ میں جو کچھ محسوس کرتا ہے اپنی تخلیقات میں اس کی پیش کش کرتا ہے ہر تخلیکار کی تحریروں میں اس کے عہد کی متعدد تصویروں کی جھلک دکھائی دیتی ہے جو کچھ اس کے مشاہدے میں آتا ہے وہ اس کو بیان کرتا ہے ادب میں اس حوالے سے عصری حیثیت کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے ۔ ڈاکٹر اشرف کمال اس عصری حیثیت کی اصطلاحی تعریف میں لکھتے ہیں:

''عصر سے مراد زمانہ ہے ہر زمانہ مختلف احساسات اور جذبات رکھتا ہے یہ احساسات اور جذبات اس زمانے کے مسائل، واقعات اور مخصوص حالات سے تعلق رکھتے ہیں شعری و نثری ادب میں انہی احساسات کے ذریعے اس زمانے کے دکھ اور کرب کو سمودینا عصری حیثیت کہلاتا ہے

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

۔"(10)

ادب کی تمام اصناف میں عصری حیثیت کی ذیل میں معاشرتی مسائل کی عکاسی نظر آتی ہے ناول "دویہ بانی" میں بھی عصری حیثیت کے زمرے میں بہت سے واقعات کا اظہار ملتا ہے اس ناول میں ہندو دھرم کے پس منظر میں خصوصیت کے ساتھ طبقاتی کشمکش کو اجاگر کیا گیا ہے غضنفر نے اس ضمن میں زندگی کے مختلف پہلوؤں کو موضوع سخن بناتے ہوئے اس طبقاتی کشمکش کو اجاگر کیا ہے مثال کے طور پر ناول میں اعلیٰ طبقے کی خواتین کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ بالیشور سوچتا ہے کہ وہ غسل خانے کا دروازہ بند کر کے نہاتی ہیں اور با پردہ رہتی ہیں جبکہ نچلے طبقے کی خواتین کی صورت ان سے مختلف نظر آتی ہے وہ کھلے عام نیم برہنہ ہو کر گندے نالے میں نہاتی ہیں اور ان کے آدھے سے زیادہ جسم عریاں ہوتے ہیں:

> "ایک دن نالے سے گزرتے ہوئے بالیشور کے پاؤں ٹھٹھک گئے۔ نگاہیں گندے نالے کے بد بودار پانی میں ڈبکیاں لگا کر نہا رہے مرد، عورت، لڑکے اور لڑکیوں پر مرکوز ہو گئیں۔ مرد تو بے لباس تھے ہی عورتیں اور لڑکیاں بھی تقریباً ننگی تھیں۔ ان کے جسم پر کمر سے اوپر کوئی بھی کپڑا نہیں تھا۔ چھاتیاں کھلی ہوئی تھیں۔ زیادہ تر چھاتیاں ڈھلی ہوئی تھیں۔ البتہ کچھ لڑکیوں کی چھاتیاں اٹھی ہوئی تھیں اور کچھ کے سینوں پر نیا نیا ابھار شروع ہوا تھا۔
>
> لڑکیاں سر کے بل پانی میں ڈبکیاں لگاتیں تو ان کی ساڑی الٹ پڑتی اور آخری چھور تک ان کی ٹانگیں ننگی ہو جاتیں۔
>
> بڑی، چھوٹی، بھری، پچکی، تنی، ڈھلی ہر طرح کی چھاتیاں اور جانگھوں تک کھلی موٹی، پتلی رانیں پوری طاقت کے ساتھ بالیشور کو اپنی طرف کھینچ رہی تھیں۔
>
> بالیشور کی نگاہیں پانی میں اچھلتے اور لہریں لیتے ہوئے آگ کے گولوں تک پہنچ کر سلگنے لگیں۔
>
> مگر ان کی چھاتیوں، ننگی ٹانگوں اور ٹانگوں کے آخری چھور پر رکھے انگاروں کا اثر ان مردوں پر نہیں تھا جو ان عورتوں کے ساتھ ہی پانی میں ڈبکیاں لگا رہے تھے۔
>
> مردوں کے عریاں اعضا کا اثر بھی ان عورتوں کے کسی حصے پر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔
>
> اچانک بالیشور کو اپنے گھر اور اڑوس پڑوس کی عورتیں یاد آنے لگیں جو غسل خانوں میں کواڑ بند کر کے نہاتی ہیں۔ جو اپنے مردوں کے سامنے بھی ننگی نہیں ہوتیں۔ جن کے چہروں کے علاوہ

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

کوئی اور انگ بہت کم ہی دکھائی دیتا ہے۔"(11)

مندرجہ بالا اقتباس میں ناول نگار نے اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین کے احوال بیان کرتے ہوئے نچلے طبقے کی خواتین کے احوال کی پیش کش کی ہے اور اس ضمن میں تقابل کرتے ہوئے دونوں صورتوں میں پہلوؤں کی عکاسی کی ہے"دویہ بانی" ناول میں ناول نگار نے اپنے بعض مشاہدات کو تخلیقی رنگ عطا کرتے ہوئے خوبصورت انداز میں ناول کے پیکر میں ڈالا ہے ناول میں زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بیان میں ناول نگار نے تقابلی صورت میں حالات کی پیش کش کی ہے جب نچلے طبقے کے زندگی کے حالات کا اعلیٰ طبقے کے لوگوں کے زندگی کے شب و روز کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہے تو نچلے طبقے کے ہاں پائے جانے والے تمام مسائل واضح صورت میں الگ ہو جاتے ہیں ناول"دویہ بانی" میں مذہب کے انسانی زندگی پر اثرات کے بدلے میں وضاحت کی گئی ہے ہندو برہمن کو اعلیٰ اور شودر کو خصوصیت کے ساتھ محکوم طبقہ میں شمار کیا گیا ہے مذہب کے اثرات کے بیان میں ناول نگار ترقی پسند ادیبوں کی فکر کے قائل نظر آتے ہیں اور وہ ترقی پسندانہ فکر کی طرز پر مذہب کا اطلاق نچلے طبقے پر تصور کرتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ اعلی طبقہ مذہب کو اپنے مفادات کی خاطر استعمال کرتا ہے جبکہ نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد مذہب کی بھینٹ چڑھا دیے جاتے ہیں ناول نگار نے ہندو دھرم سے اس سلسلے میں متعدد مثالیں درج کی ہیں انھوں نے یہ پہلو بھی اجاگر کیا ہے کہ مذہب، مساوات، ہمدردی اور اخلاص کی جو تعلیمات دیتا ہے اعلیٰ طبقات اس کی مختلف صورت میں مذہب کی تعلیمات کی تاویل کرتے ہیں وہ ترمیم کو حقیقی صورت میں قبول کرنے کے بجائے اپنی مرضی اور مفادات کے مطابق تبدیل کرتے ہیں اور معاشرے میں ان تعلیمات کا اطلاق کرتے ہیں۔

حوالہ جات و حواشی

1۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، آج کا اردو ادب، (لاہور: فیروز سنز، 1970ء)، ص 183
2۔ غضنفر، دویہ بانی، (علی گڑھ: مسلم ایجوکیشنل پریس، 2000ء)، ص 5-6
3۔ ایضاً، ص 8
4۔ ایضاً، ص 15
5۔ سجاد ظہیر، روشنائی، (لاہور: مکتبہ اردو، 1999)، ص 259

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

6۔ دو یہ بانی، ص24

7۔ ایضاً، ص24-25

8۔ ایضاً، ص78-79

9۔ ایضاً، ص79

10۔ اشرف کمال، ڈاکٹر، اصطلاحات، (کراچی: کتب ٹائم، 2017)، ص302

11۔ دو یہ بانی، ص119-120